اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۱۸

ٹیلیفون نمبر ۳۳

روزنامہ

الفضل قادیان

یوم سہ شنبہ

The ALFAZL QADIAN.

جلد ۳۴	۹ ماہ تبلیغ ۱۳۲۵ ہش	۶ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ	۹ فروری ۱۹۴۶ء	نمبر ۳۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۸ ماہ تبلیغ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود وطال اللہ بقاءہ واطلع اللہ تعالیٰ شموس طالعہ کے متعلق آج ۹ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ کے پاؤں میں آج درد کی شکایت رہی۔ اور ورم بھی معلوم ہوتی ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔ جس میں قادیان میں پولنگ کے متعلق خواتین کی جدوجہد اور سرگرمی کے متعلق بہت پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور تعریف فرمائی۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت میں آج ضعف ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں؛

حضرت مفتی محمد صادق صاحب تاحال لاہور میں بیمار ہیں۔ اور احباب سے صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حقیقی مومن۔ صادق مسلمان اور حصول دنیا

"یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالےٰ نے ان کو دی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ہی راہ میں وقف کر دیتے ہیں۔ اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا۔ اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اسکا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ دنیا کی املاک وجائداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں۔ وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں۔ مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے سچا اسلام یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے۔ تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ اس للہی وقف کی طرف ایماء کر کے فرماتا ہے۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اس جگہ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کے یہی معنے ہیں کہ نیک نیتی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے۔ اور اپنی جان ومال آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے۔ اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنائے۔ کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کچھ غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ اور نہ اللہ تعالےٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے۔ بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے۔ یہ بزدلوں کا کام ہے مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں۔ وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے۔ اور اس کا مال وجاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے۔ کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو۔ اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری یا اور زاد راہ کو ساتھ لیتا ہے۔ تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے۔ نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ مطابق ۹ ماہ تبلیغ ۱۳۲۵ھش

"جنس نایاب" ــــ اور ــــ جماعت احمدیہ

(از ایڈیٹر)

مذہبی لحاظ سے جماعت احمدیہ اصلاح کا جو کام کر رہی ہے۔ اور جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والے مخلص اصحاب مذہبی معاملات میں دوسروں کے مقابلہ پر جو امتیاز رکھتے ہیں۔ سمجھ اور عقل رکھنے والے اصحاب کو اس کا بھی اعتراف ہے۔ اور وقتاً فوقتاً ان کی طرف سے اس بات کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ مذہبی رنگ میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر رہی ہے۔ لیکن جو لوگ مذہبی تعصب کی وجہ سے یہ تسلیم نہیں کرتے۔ انہیں عام اخلاقی خوبیوں کے اعتراف سے انکار نہیں ہوسکتا۔ اس کی تازہ مثال کے طور پر ایک ایسے اخبار کو پیش کیا جاتا ہے۔ جو آئے دن مذہبی لحاظ سے جماعت احمدیہ کے خلاف لکھتا رہتا ہے لیکن اپنے تازہ پرچہ میں اس نے "جنسِ نایاب" کے عنوان سے ایک مختصر سا مگر مؤثر نوٹ لکھا ہے۔ جس میں ایک طرف تو بڑی فراخدلی سے جماعت احمدیہ کی جفاکشی اور دیانتداری کا ذکر کرتے ہوئے اس جنس کا جماعت میں پایا جانا تسلیم گیا ہے۔ اور دوسری طرف عام مسلمانوں کو نہایت دردمندانہ رنگ میں توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ بھی یہ خوبیاں اپنے اندر پیدا کریں۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۲۵ جنوری کے خطبہ جمعہ کے ایک اقتباس کی بنا پر لکھا ہے:۔

"ہندو بڑا متعصب ہے۔ کہ اپنے کاروبار میں مسلمان کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتا مگر ہندو ہمارے کان میں چپکے سے کہتا ہے کہ" میاں جی! پھر ان مسلمانوں کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ جن کی بارگاہ میں صرف ہندوؤں ہی کو باریابی ملتی ہے"؟ دراصل جفاکشی اور دیانتداری ہی وہ خوبی ہے۔ جس کی مانگ مارکیٹ میں بہت زیادہ ہے۔ مشہور یہ ہے کہ مسلمان پر زمین تنگ ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ دیانتدار کے لئے خدا کی زمین بہت فراخ ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے:۔

" ہماری جماعت کے نوجوان دوسری مسلم جماعتوں کے نوجوانوں سے محنتی زیادہ ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ کے محکموں میں ان کو عزت کی ملازمت مل جاتی ہے۔ جس محکمہ میں ایک احمدی ہو افسر اس کو کہتے ہیں کہ اور احمدی بلاؤ۔ ایک محکمہ کے افسر نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں اپنے محکمہ میں احمدیوں کو تلاش کر کر کے رکھتا ہوں حالانکہ میں احمدی نہیں ہوں لیکن میں نے دیکھا کہ احمدی محنتی اور دیانتدار ہوتے ہیں"۔

(مرزا محمود کی تقریر" الفضل ۳۰ جنوری ۴۶ء")

دیانتداری اور جفاکشی۔ تمدن صالحہ اور اجتماع انسانی کی جان ہے۔ اور افسوس یہی جان مسلمانوں کے بدن سے نکل چکی ہے! آخر کوئی بات تو ہے۔ کہ خود باری تعالیٰ کو بھی بعض اہل کتاب کی تعریف کرنی پڑی کہ وہ دیانتدار ہیں۔ ومن اھل الکتاب من ان تامنہ بقنطار یؤدہ الیک (پ ۳ ع ۱۶) اہل کتاب میں ایسے بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس انبار کا انبار بھی امانت میں رکھ دو تو وہ اسے رد کر دینگے"۔

فی الواقعہ دیانتداری۔ اور جفاکشی دنیوی لحاظ سے کسی قوم کی زندگی اور ترقی کے لئے اتنی ہی ضروری صفات ہیں۔ جتنی انسانی جسم کے لئے رُوح اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ یہ روح عام مسلمانوں کے بدن سے نکل چکی ہے۔ لیکن اب اس لاشے پر ماتم کرتے رہنا اور رونا دھونا تو اس میں جان نہیں ڈال سکتا۔ نہ اخبارات میں نوٹ لکھ دینے سے یا جلسہ میں چند الفاظ کہہ دینے سے کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اس کے لئے تو خون پانی ایک کر دینے اور دن رات اسی فکر میں لگے رہنے کی ضرورت ہے۔ اور اس قسم کی مشقت اور اس قسم کی محنت وہی برداشت کر سکتا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ اپنی تائید اور نصرت کے ساتھ کسی مردہ قوم کو زندہ کرنے کے لئے کھڑا کرے۔ مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ وہ چیز جو کسی قوم کی زندگی۔ اور اس کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ مسلمانوں میں سے نکل چکی ہے۔ اور دوسری طرف یہ اعتراف کیا جاتا ہے۔ کہ یہ چیز جماعت احمدیہ کے افراد میں پائی جاتی ہے۔ مگر یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو یہ چیز صرف اور صرف اس انسان کے ذریعہ سے حاصل ہوئی اور ہو رہی ہے۔ جو اس دعویٰ کے ساتھ کھڑا ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں کی دینی اور دنیوی اصلاح اور ترقی کے لئے کھڑا کیا ہے۔

دراصل ترقی اور کامیابی کے لئے ایک مرکز سے وابستگی اور ایک لیڈر کی کامل اطاعت نہایت ضروری ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جو دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ ان کا ایک ایسا امام ہے جو دن رات اپنی جماعت کی ترقی اور بہتری کے لئے کوشاں ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہر قدم پر اس کی نصرت کرتا ہے۔ دوسری طرف ایسی جماعت ہے۔ جو اپنے امام کے ہر ارشاد کی زیادہ سے زیادہ بہتر صورت میں تعمیل کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتی اور دین و دنیا کی کامیابی کا ذریعہ یقین کرتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ باوجود بے سروسامانی کے اور باوجود بے شمار مشکلات کے نہایت شاندار آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ اس سے جہاں عام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی اہمیت کو سمجھ لینا چاہئے۔ وہاں جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ایک ایک لفظ پر پہلے سے بھی زیادہ عمدگی کے ساتھ عمل کرنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔ نہ صرف اس لئے کہ اسی سے ان کی ترقی اور غلبہ وابستہ ہے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ سمجھ اور سوچ رکھنے والے دوسرے اصحاب کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لینے کا یہ ایک عمدہ طریق ہے۔

چودھری فتح محمد صاحب کے متعلق

آج تک کے پولنگ کا نتیجہ

قادیان ۷ فروری۔ آج تحصیل بٹالہ کے پولنگ کو چھ دن گذر چکے ہیں۔ اور ۵ دن باقی ہیں۔ ان چھ دنوں میں چودھری فتح محمد صاحب سیال نے ۵۳۴۶ ووٹ حاصل کئے ہیں جسکی تفصیل یہ ہے۔

تاریخ	ووٹ	تاریخ	ووٹ
یکم فروری	۷۳۵	۵ فروری	۱۶۴۸
۲۔ فروری	۶۰۶	۶ فروری	۸۱۷
۴۔ فروری	۶۵۳	۷ فروری	۸۸۷

کل میزان ۵۳۴۶

ان جملہ ووٹران کی اسم وار تفصیل ہمارے پاس محفوظ ہے جو بوقت ضرورت ثابت کیجا سکتی ہے۔ اور جو حریں پرچیوں کے بکسوں پر ہمارے ایجنٹوں کی طرف سے لگائی جاتی ہیں ان کا ریکارڈ بھی ہمارے پاس موجود ہے:۔

آنیوالے دنوں میں بہت جدوجہد کی ضرورت ہے جس کی طرف آج خطبہ جمعہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خصوصیت سے توجہ دلائی ہے:۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی علوشان

(کے متعلق)

احمدی احباب کی خوابیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جب جنوری ۱۹۴۴ء میں اپنے رویا کی بناء پر یہ انکشاف فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی کے آپ ہی مصداق ہیں۔ تو اس رویا سے قبل جماعت احمدیہ کے بہت سے اصحاب کو خدا تعالےٰ نے ایسی خوابیں دکھائیں۔ جن میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ کی علوشان اور علو مرتبت کا ذکر تھا۔ اور جن میں ان عظیم الشان کارناموں کیطرف اشارہ تھا۔ جو مصلح موعود کی ذات والاصفات سے ظہور پذیر ہوئے۔ اور آئندہ ہونے والے ہیں۔ ایسی بہت سی خوابیں انہی ایام میں درج اخبار کی گئی تھیں۔ کچھ اب پیش کی جاتی ہیں (ایڈیٹر)

(۱)

دسمبر ۱۹۴۳ء یا جنوری ۱۹۴۴ء کا واقعہ ہے بمقام جالندھر تقریباً ۴½ بجے رات کا وقت ہوگا۔ کہ بحالت خواب دیکھتا ہوں۔ کہ خاکسار کسی دوسرے مقام پر غالباً قادیان دارالامان مسجد مبارک میں معہ چند احباب نماز صبح کے لئے موجود ہوں۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا انتظار ہو رہا ہے۔ کہ استنے میں حضور تشریف فرما ہوئے اقامت ہوئی جماعت کھڑی ہوئی معاً خاکسار کو خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پہلی سنتیں ادا نہیں ہوئیں۔ خاکسار ذرا پیچھے ہٹ کر سنتیں پڑھنے لگا۔ کہ بحالت سجدہ فرش پر سے جو نہایت صاف ہی حضور اقدس کے قدموں کے قریب جا پہنچا۔ حتی کہ خاکسار آخری رکعت میں شامل جماعت ہوسکا۔ حضور اقدس نماز سے فارغ ہوکر خاکسار کے قریب آکر کھڑے ہو گئے۔ اور ارشاد فرمایا۔ انسان کے حقوق سے اللہ تعالےٰ کے حقوق افضل ہیں۔ یہ اس لئے کہ اس وقت خاکسار نماز کا بقیہ حصہ جلد جلد ختم کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ حضور اقدس سے مصافحہ کر سکوں۔ بعد فراغت نماز میں آگے ایک طرف ہو کر کھڑا ہوگیا۔ اور حضور قریب سے گزرے۔ اور خاکسار کو مصافحہ کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد حضور تیزی سے روانہ ہو گئے۔ ایک خادم حضور کے ہمراہ ہے۔ اس نے خاکسار کو آواز دی۔ کہ محمد عالم حضور ادھر بلاتے ہیں میں گیا دیکھتا ہوں کہ حضور اس تیزی سے جا رہے ہیں۔ کہ زمین پر گرد اڑ رہی ہے۔ جیسا کہ گھوڑوں وغیرہ کی دوڑ سے ہوتا ہے۔ اور اس وقت ایک خاص قسم کی روشنی نظر آتی ہے۔ جو بحالت دوڑ حضور اقدس کی پنڈلیوں پر پڑتی ہے۔

پنڈلیاں برہنہ نظر آتی ہیں۔ حضور اقدس کی دوڑنے کی روانی ہوا سے بھی تیز معلوم ہوتی ہے۔ خاکسار پیچھے دوڑتا چلا جاتا ہے۔ کہ اتنے میں حضور آنکھوں سے اوجھل ہوگئے مگر ہم اس یقین سے جا رہے ہیں۔ کہ حضور اقدس کے پاس ضرور پہنچ جائینگے۔ تھوڑی دور جا کر ایک اونچا ٹیلہ آتا ہے۔ اس کے اوپر پہنچکر کیا دیکھتا ہوں۔ نشیب جگہ پر بہت لوگ جمع ہیں۔ حضور اقدس نے ان اشخاص میں سے کسی سے بندوق لے کر فائر کیا۔ وہاں شیر ببر تھا جو زخمی ہوگیا۔ اور لڑکھڑاتا ہوا ایک برساتی نالہ سے گزر کر پار جا پہنچا۔ اس مجمع میں سے ایک شخص کہتا ہے۔ جس کے پاس بندوق تھی۔ اگر وہی فائر کرتا تب بھی شیر زخمی ہو جاتا۔ گویا اس کا یہ کہنا اس لئے ہے۔ کہ حضور اقدس کا شیر کو زخمی کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ اور ایک دوسرا شخص بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ وہ دونوں ہندو اور آریہ معلوم ہوتے ہیں۔ زخمی شیر پار کنارے پر پہنچا۔ وہاں دو عورتیں مویشی چرا رہی تھیں۔ یہ شیر مذکور ایک گائے کے بالکل قریب جا کر ایک آدھ منٹ ٹھہرا۔ پھر دوسری طرف رخ کرکے اونچی جگہ پر چڑھ گیا۔ جس کے پیچھے اسی خشک نالہ میں ایک بڑی ڈھاب پانی کی ہے۔ ان عورتوں اور ان کے مویشیوں میں کسی قسم کی گھبراہٹ یا دوڑ دھوپ نہیں بالکل اطمینان سے چلتے پھرتے یا کھڑے ہیں۔ ایک عورت شیر کے پیچھے اونچی جگہ پر جا پہنچی اور شیر کی دونوں پچھلی ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹنا شروع کیا۔ تاکہ نیچے والی ڈھاب میں گرا دے۔ چنانچہ وہ کنارہ پر لائی۔ اور شیر کو نیچے ڈھاب میں پھینک دیا۔ اسکے بعد خاکسار بیدار ہو گیا۔

خاکسار محمد عالم احمدی سب انسپکٹر پولیس جالندھر

(۲)

۱۹۴۲ء میں مبلغین کلاس کے امتحان سے فارغ ہونے کے بعد مجھے کچھ عرصہ کے لئے مدرسہ احمدیہ میں بطور معلم کام کرنے کا موقعہ ملا۔ میں چھٹی اور ساتویں جماعت کے طلباء کو قرآن مجید کی تفسیر پڑھایا کرتا تھا۔ جب میں سورۃ نمل تک پہونچا۔ غالباً اکتوبر یا نومبر کا مہینہ تھا۔ تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورۃ نمل کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اس سورۃ کا دوسرا رکوع حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ میں اپنے دل سے کہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپکو داؤد فرمایا ہے ؎

اک شجر ہوں جسکو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

اور مطابق آیت ورث سلیمان داؤد۔ حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے بیٹے اور جانشین تھے حضرت امیر المومنین بھی حضور کے بیٹے اور جانشین بھی حضور کو بھی حضرت سلیمانؑ سے ضرور کوئی مشابہت ہے۔ ایک آیت پر پہنچ کر میں رکا۔ اس آیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے میں خواب میں اپنے بڑے بھائی مولوی علی احمد صاحب کے پاس گیا۔ اور انہوں نے اس آیت کی بہت لطیف تفسیر مجھے بتائی۔ لیکن میں نے مزید وضاحت کے لئے بھائی صاحب سے کہا۔ میں اس آیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں جاتا ہوں۔

جب میں آگے روانہ ہوا۔ تو میں نے ایک بہت بڑے وسیع میدان میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو ایک اونچی جگہ پر کھڑے دیکھا۔ اس میدان کا نظارہ دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ میدان حشر ہے اور حضرت امیر المومنین لوگوں کا حساب لے رہے ہیں۔ لوگ سراسیمگی کی حالت میں گردنیں جھکائے ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ ہر ایک اپنے اپنے گناہوں پر پشیمان نظر آتا تھا۔ اور کوئی بھی کسی دوسرے کیطرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا۔ میں بھی حضور کیطرف گردن جھکائے اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا ہوا بڑھتا گیا۔ جب میں حضور کے قریب پہونچا۔ تو حضور کی زوردار آواز سے چونک پڑا۔ حضور نے پرجلال آواز میں ایک آدمی کو فرمایا۔ تم اب ٹیڑھے ٹیڑھے ہو کر چلتے ہو جیسے تم اتنے معذور تھے۔ کہ جہاد میں حصہ نہ لے سکتے تھے۔ میں نے دائیں جانب اس آدمی کیطرف نظر اٹھا کر جو دیکھا۔ تو وہ اپنے پاؤں کی انگلیوں کو دوہرا کرکے اور ایڑیاں زمین سے اٹھائے ہوئے بڑی تکلیف سے چل رہا تھا۔ باوجود حضور کے پیارے اور دلربا چہرے کی رویت ایک دل افسردہ اور رنجیدہ کے لئے باعث صد مسرت تھی۔ حضور کے اس جلال کو دیکھ کر میری روح میرے جسم کے اندر کانپ گئی۔ میں اپنے دل میں خیال کرنے لگا۔ کہ اگر اس قسم کا معذور آدمی بھی مورد عتاب الٰہی ہوسکتا ہے۔ تو میرے جیسے آدمی کا کہاں ٹھکانا ہے۔ اور آج میرا چھٹکارا نہیں ابھی میں انہی خیالات میں تھا۔ کہ ایک پرہیبت آواز نے میرے رہے سہے حواس بھی گم کر دیئے۔ حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا "تم آگئے ہو قرآن ہاتھ میں لے کر جیسے قرآن پڑھنے والے اور ہر وقت قرآن ہی پڑھتے رہتے ہو۔" میں حضور کے اور زیادہ قریب ہوگیا۔ اور میری زبان حال یہ کہہ رہی تھی ؎

ہمارا امتحاں لے کر تمہیں کیا فائدہ ہوگا
ہماری جاں تو بے امتحاں ہی نکلی جاتی ہے

میں نے عرض کیا حضور میں آج کل مدرسہ احمدیہ میں چھٹی اور ساتویں جماعت کو قرآن مجید پڑھاتا ہوں۔ اور ساتویں جماعت کے لئے کل کے سبق کا مطالعہ اور تیاری کر رہا ہوں قرآن کریم ریاء کے طور پر نہیں لایا ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ "تم دوسروں کو تو پڑھاتے ہو۔ کیا خود بھی پڑھتے ہو۔" میں اس سوال سے اچھی طرح سمجھ گیا۔ کہ خود بھی پڑھنے سے حضور کا منشاء اس پر عمل کرنا ہے۔ لیکن مجھے اپنی کوتاہیوں کا دفتر سامنے نظر آرہا تھا۔ اصل جواب سے عمداً پہلو تہی کرتے ہوئے عرض کیا۔ حضور پہلے خود پڑھتا ہوں پھر دوسروں کو پڑھاتا ہوں۔ اس پر حضور نے نہایت شفقت سے فرمایا "میرا مطلب یہ ہے کہ جو پڑھتے ہو اس پر عمل بھی کرتے ہو۔" یہی وہ سوال تھا جس کے کئے جانے سے میں ڈرتا اور بچنا چاہتا تھا۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ حضور عمل بھی کرتا ہوں۔ تو جانتا تھا۔ کہ بے شمار کوتاہیوں غفلتوں اور نافرمانیوں کا دفتر کھولکر میرے سامنے رکھ دیا جائیگا۔ اور اگر کہوں عمل نہیں کرتا۔

تو خود اقراری مجرم بنتا ہوں۔ حیران تھا کہ کیا جواب دوں۔ معاً بجلی کی سی تیزی کے ساتھ مجھے یہ جواب سوجھا جس میں گناہوں کے اعتراف کے ساتھ چشم پوشی کی درخواست بھی مضمر تھی۔ عرض کیا۔ حضور پڑھتا تو عمل کرنے کے لئے ہی ہوں۔

اب حضور نے مجھے امتحان میں پاس کر دیا۔ فرمایا "مجھے بھی کہیں سے قرآن مجید سناؤ تو"۔ میں نے عرض کیا حضور خود ہی کسی مقام سے نکال دیں میں وہاں سے سناؤں گا۔ اس پر حضور نے قرآن مجید مجھ سے لیکر سارے قرآن مجید کے ورق دو تین مرتبہ ادھر ادھر پلٹے اور اس طرح قرآن مجید میری طرف بڑھا دیا کہ جیسے اب سننے کی ضرورت نہیں۔

حضور نے قرآن مجید میرے ہاتھ میں دیکر فرمایا اچھا جاؤ۔ میں اپنی کامیابی بلکہ حضور کے رحم اور ستاری کی خوشی میں آگے چلا گیا۔

یہ وہ خواب ہے۔ جو میں نے دیکھا اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اور جس کے نام سے جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ میں نے جیسے یہ خواب دیکھا ویسا ہی بیان کر دیا ہے سوائے اس کے کہ مطابق مثل مشہور "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" اصل کیفیت کے بیان کرنے میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اور بات ہے۔

اس خواب کے دیکھنے کے بعد جب میں بیدار ہوا تو میرا دل اس یقین سے لبریز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وہ شان دکھائی ہے۔ جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پائی جاتی ہے۔ خاکسار محمد احمد مولوی فاضل سکنہ کگھانوالی ضلع سیالکوٹ

(۳)

عرصہ تقریباً پندرہ یا سولہ سال یا کم و بیش ہوا ہوگا۔ کہ میں نے بوقت شب خواب میں دیکھا کہ ہمارے گھر کے صحن میں ایک چارپائی بچھی ہے۔ ایک انسان ذیشان اس پر بیٹھے ہیں۔ میں ان کو دیکھتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آگئے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آگئے۔ میری اہلیہ بھی اس جگہ پھر رہی ہے۔ میں ان کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے گھر آئے ہیں۔ ان کے لئے باسمتی چاول پکاؤ۔ لیکن جب میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح نظر آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا یہ × الہام کہ خدا تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ انا محمد عبدہٗ و رسولہٗ۔ یہ بالکل درست ہے۔ آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاہدین۔ فتح محمد خان مولوی فاضل سکنہ چنگن۔ ڈاکخانہ مدن پور ضلع لدھیانہ۔

حضرت بابا نانک کے پاؤں کے ساتھ کعبہ کے گھومنے کا من گھڑت قصہ

اور

اس کے من گھڑت ثبوت

حضرت بابا نانک صاحب کے حج بیت اللہ پر پردہ ڈالنے کی غرض سے سکھ کتب میں عجیب و غریب باتیں داخل کر دی گئی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک من گھڑت بات یہ ہے۔ کہ بابا صاحب کے قدموں کے ساتھ مکہ یا کعبہ پھر گیا تھا۔ گو آج کل سکھوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو اس بات کا کھلے بندوں اقرار کرتے ہیں کہ مکہ یا کعبہ گھومنے کا واقعہ ایک گپوڑا ہے جس کو اصلیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ چنانچہ سردار دیوان سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی تحریر فرماتے ہیں:۔

"سکھ تاریخ میں صرف انگریزوں کے ہندوستان میں دعاؤں کے باعث تشریف لانے اور قیامت تک یہاں حکومت کرنے کا ہی ذکر نہیں بلکہ اس میں بعض ایسی گپوڑ بازی کی گئی ہے۔ جس پر کوئی عقلمند یقین کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مثلاً گورو نانک مچھلی پر سوار ہو کر ہندوستان سے عرب گئے اور وہاں آپ کی کرامت سے کعبہ کا رخ پھر گیا۔"

(ریاست دہلی ۲۳ جولائی ۱۹۴۵ء)

اس کے علاوہ مشہور سکھ ودوان پروفیسر گنگا سنگھ صاحب تحریر فرما چکے ہیں:۔

نانک پسارے پیر گی گرو دھ بھرم داسی گر گیا
من پھر گئے لوکاں کہیا سچ سچ ہی مکہ پھر گیا

(رسالہ امرت امرتسر نومبر ۱۹۳۶ء)

دو حوالے

لیکن اس کے باوجود سکھوں میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اس من گھڑت اور غلط واقعہ کی صحت کے قائل ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں بعض اسلامی کتب سے بھی حوالہ جات پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ مشہور و معروف ودوان شریمان بھائی ویر سنگھ صاحب امرتسری نے اس غلط اور بے بنیاد خیال کے ثبوت میں "فتوحات مکیہ" اور "تذکرۃ الاولیاء" کے دو حوالے پیش کر کے ان سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ مسلمانوں کی مستند کتب میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ کعبہ اپنی جگہ چھوڑ دیا کرتا ہے۔ چنانچہ آپ اپنے سمبادت نانک پرکاش کے صفحہ ۶۲۹ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

"کعبہ کے گھومنے کے بارہ میں اکثر مسلمان یہ کہا کرتے ہیں کہ یہ بات کس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ کعبہ گورو صاحب کے پاؤں کے ساتھ پھرا ہو۔ لیکن مسلمانوں کی مستند کتب میں ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ کہ جن میں کعبہ کا اپنی اصل جگہ چھوڑ جانا تسلیم کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عربی اپنی تصنیف "فتوحات مکیہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے کعبہ کے متعلق اپنے دل میں کچھ نامناسب خیال کئے جب وہ کعبہ کا طواف کرنے لگے تب انہوں نے دیکھا کہ کعبہ اپنی بنیادوں کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کر آسمان کی طرف چلا گیا اور کعبہ نے ارادہ کر لیا کہ میرے اوپر گر کر مجھے مار ڈالے کعبہ نے مجھے یہاں تک کہا کہ آگے آ میں تجھے بتاتا ہوں کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں میں نے ڈر کر کعبہ کی تعریف کی جس پر وہ پھر اپنی اصل جگہ پر آ گیا۔ (ملاحظہ ہو اسرار شریعت حصہ دوم صفحہ ۴۷)

اسی طرح ایک اور روایت ہے۔ کہ رابعہ دوسری مرتبہ جب حج کرنے کے لئے گئی تب جنگل میں کعبہ کو اپنے استقبال کے لئے آتے دیکھا۔ اور کہا کہ میں تو خدا کو چاہتی ہوں۔ خدا کے گھر کو کیا کروں۔ جو میری طرف ایک بالشت چل کر آئیگا میں اس کی طرف ایک گز بڑھونگی۔ میں کعبہ کو کیا کروں کعبہ کے جمال سے کس طرح خوش ہوں۔ اس کے آگے مرقوم ہے۔ کہ حضرت ابراہیم ادھم مکہ گئے خانہ کعبہ کو اپنی جگہ نہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ یہ کیا بات ہے۔ شاید میری آنکھوں میں خلل آگیا ہے۔ آکاشبانی ہوئی کہ تیری نظر میں فرق نہیں ہوا۔ کعبہ ایک ضعیف عورت کے استقبال کے لئے گیا ہے۔ جو اس طرف آرہی ہے۔ (تذکرۃ الاولیا صفحہ ۴۲)

یہ تحریریں اور روایتیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ کعبہ کے اپنی جگہ سے ہٹنے اور اپنی جگہ چھوڑ جانے وغیرہ سے مسلمان انکار نہیں کر سکتے۔"

(نانک پرکاش سمبادت صفحہ ۶۲۹ مترجم از گورمکھی)

فتوحات مکیہ کے حوالے کی حقیقت

بھائی صاحب نے "فتوحات مکیہ" کا جو حوالہ پیش کیا ہے۔ وہ آپ نے فتوحات مکیہ سے نقل نہیں کیا بلکہ اردو کی کتاب اسرار شریعت حصہ دوم سے لیا ہے۔ لیکن اس ترجمہ شدہ حوالہ کی اصل عبارت نقل کرنے کی بجائے آپ نے اسکو اپنے الفاظ میں قطع و برید کر کے پیش کیا ہے۔ جو ایک ودوان کی شان کے شایان نہیں کیونکہ اس طرح اصل عبارت سے بہت فرق پڑ گیا ہے۔ اور اس سے جو نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ بھی صحیح نہیں۔ بھائی صاحب نے خیال کیا ہے۔ کہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے ظاہری طور پر کعبہ کو حرکت میں آتے اور باتیں کرتے دیکھا۔ لیکن اگر آپ ذرہ تدبر سے کام لیتے اور اصل عبارت غور سے ملاحظہ فرماتے تو آپ پر واضح ہو جاتا کہ عالم شہود میں عمارتوں کا حرکت میں آکر باتیں کرنا درست نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ مسلمان صوفیاء کی اصطلاحات سے چنداں واقف نہیں۔ ورنہ آپ کو اس عبارت کے سمجھنے میں اس قدر سخت ٹھوکر نہ لگتی۔ اس واقعہ کا تعلق عالم شہود سے بالکل نہیں۔ اس بات کو "فتوحات مکیہ" میں بھی بالصراحت بیان کیا گیا ہے۔ اور اسرار شریعت میں بھی اس امر کی کافی وضاحت کر دی گئی ہے۔ کہ یہ ایک کشفی ماجرہ ہے۔ ورنہ حقیقت میں نہ کعبہ مرفوع ہوا اور نہ اس نے باتیں کیں۔ اور عالم خیال میں یا کشف میں مادی اشیاء بلکہ معانی بھی متمثل ہو کر نظر آتے ہیں۔ اور انسان سے باتیں کر لیتے ہیں۔ اور غیر مجسم خدا بھی جسم اختیار کر کے انسان کے سامنے آجاتا ہے۔ چنانچہ ان باتوں کی مثالیں سکھ کتب میں بھی پائی جاتی ہیں۔ غیر مجسم اور لامحدود خدا کا جسم اختیار کر کے حضرت بابا نانک صاحب کو رویاء میں نظر آنا شری گورو گرنتھ صاحب میں مرقوم ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۵۵۸ اس کشف کی بناء پر ہی آپ نے خدا کا حلیہ بھی بیان فرمایا ہے۔

اب کون سکھ ودوان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ خدا نے حقیقت میں جسم اختیار کر لیا تھا۔ بلکہ ہر ایک اہل علم یہی کہیگا کہ یہ ایک کشفی نظارہ تھا جو حضرت بابا نانک صاحب کو نیند کی حالت میں بذریعہ رویاء نظر آیا۔ اسی طرح سکھ کتب میں حضرت بابا نانک صاحب کو دنیا کا عورت کی شکل میں متمثل ہو کر نظر آنا بھی مرقوم ہے۔

ملاحظہ ہو نانک پرکاش ادھیائے ۴۸ صفحہ ۱۱۶۳ و تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۵ وغیرہ) اس واقعہ کے بارہ میں بھائی ویر سنگھ صاحب خود ہی تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ بات شاعر نے (یعنی بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب نے) النکارک بیان کی ہے دولت دویہ (آسمانی) روپ اختیار کرکے آئی تھی۔ وہ بھی ایسا جو شری پرم پوتر مہاجی کو ہی نظر آسکا۔ وہ روپ مجسم نہ تھا۔" (نانک پرکاش ادھیائے ۴۸ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۳)

اس کے علاوہ باری کے بخار کا ایک لڑکے کی شکل میں گورو امرداس کو ملنا بھی سکھ کتب سے ظاہر ہے (ملاحظہ ہو گورو پرتاپ سورج گرنتھ راس یکم انسو ۴۲) اب کون کہہ سکتا ہے۔ کہ عالم شہود میں بیماریاں بھی انسانوں کے جسم اختیار کرتی ہیں۔ اور ایک دوسرے سے انسانوں کی طرح گفتگو بھی کرتی ہیں۔

اصل حوالہ

حضرت ابن عربی نے کعبہ سے متعلق واقعہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ

"کنت افضل علیها نشأتی واجعل مکانتها فی مجلی الحقائق دون مکانتی واذکرها من حیث ما هی نشأة جمادیة فی اول درجة من المولدات واعرض مما خصها الله به من علو الدرجات وذالك لا فی همتها ولا تحجب بطواف الرسل والاکابر بذاتها وتقبیل حجرها فانی علیٰ بینة من ترقی العالم علوه وسفله مع الانفاس لاستحالة ثبوت الاعیان علی حالة واحدة فان الاصل الذی یرجع الیه جمیع الموجودات وهو الله وصف نفسه انه کل یوم هو فی شان فمن المحال ان یبقی شیئ من العالم علی حالة واحدة زمانین فتختلف الاحوال علیه لاختلاف التجلیات بالشئون الالهیة وکان ذالك منی فی حقها لغلبة حال غلب علی فلا شك ان الحق اراد ان ینبهنی علی ما انا فیه من سکر الحال فاقامنی من مضجعی فی لیلة باردة مقمرة فیها رش مطر فتوضأت وخرجت الی الطواف بانزعاج شدید ولیس فی الطواف احد سوی شخص واحد فیما اظن والله اعلم فقبلت الحجر وشرعت فی الطواف فلما کنت فی مقابلة المیزاب من وراء الحجر نظرت الی الکعبة فرأیتها فیما تخیل لی قد شمرت اذیالها وصعدت مرتفعة عن قواعدها وفی نفسها اذا وصلت بالطواف الی الرکن الشامی ان تدفعنی بنفسها وترمی بی عن الطواف بها وهی تتوعدنی بکلام اسمعه باذنی فجزعت جزعاً شدیداً واظهر الله لی منها حرجاً وغیظاً بحیث لم اقدر علی ان ابرح من موضعی ذالك وتسترت بالحجر لیقع الضرب منها علیه جعلته کالمجن الحائل بینی وبینها واسمعها والله العظیم وهی تقول لی تقدم حتی تری ما اصنع بك کم تضع من قدری وترفع من قدر بنی ادم وتفضل العارفین علی وعزة من له العزة لا ترکتك تطوف فرجعت مع نفسی وعلمت ان الله یرید تادیبی فشکرت الله علی ذالك وزال جزعی الذی کنت اجد وهی والله فیما یخیل لی قد ارتفعت عن الارض بقواعدها شمرت الاذیال کما یتشمر الانسان اذا اراد ان یثب من مکانه یجمع علیه ثیابه" (فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۷۳۴)

اس مندرجہ بالا عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"میں جلوہ گاہ حقائق میں اپنی پیدائش کو کعبہ سے افضل اور اس کے رتبہ کو اپنے سے کمتر خیال کرتا تھا۔ اور مولدات کے پہلے درجہ میں اس کی حیثیت کے اعتبار سے اسے جمادی مخلوق جانتا تھا۔ اور ان عالی درجات سے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے مخصوص کر رکھا ہے۔ رُوگردان تھا۔ اور یہ امر کعبہ کی بلندی پر دال ہے۔ کہ رسولوں اور بزرگوں کے طواف اور ان کے حجر اسود کو چومنے سے وہ بذاتہا محجوب نہیں ہوتا کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ اس جہان سے اعیان (ذواتیا) کا ایک ہی حالت پر ثابت رہنا ناممکن ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اصل جو تمام موجودات عالم کا مرجع ہے وہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ کل یوم ھو فی شان (خدا تعالیٰ ہر یوم و ہر آن ایک شان میں ہے) پس محال ہے کہ اس جہان کی کوئی چیز ایک ہی حالت پر دو زمانوں میں باقی رہ سکے اور شیون الٰہی کے اختلاف کے سبب سے اس کے احوال مختلف نہ ہوں۔ اور مجھ سے کعبہ کے حق میں یہ بات غلبۂ حال کے باعث صادر ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس سے حالت سکر میں آگاہ و متنبہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ لہٰذا ایک بڑی ٹھنڈی اور ماہتابی رات میں جبکہ پانی کا چھینٹا ہو چکا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے میری خوابگاہ سے اٹھایا اور میں وضو کرکے سردی سے کانپتا ہوا۔ طواف کعبہ کو چلا اور طواف میں ایک آدمی کے سوائے جیسا کہ میرا خیال ہے۔ اور کوئی نہ تھا۔ واللہ اعلم میں حجر اسود کے پیچھے پرنالہ کے مقابلہ پر پہنچا تو میں نے عالم خیال میں دیکھا کہ کعبہ کی بنیادیں اکٹھی ہو کر اوپر کو اٹھ گئیں اس کے دل میں یہ ہے کہ جب میں طواف کرتا ہوا رکن شامی کو پہونچوں تو اپنے آپ کو مجھ پر دے مارے اور طواف سے روک دے۔ اور میں اپنے کانوں سے سنتا تھا کہ کعبہ مجھ سے وعید آمیز باتیں کرتا اور ڈراتا تھا۔ پس میں بہت ڈرا اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر کعبہ سے اتنی تنگی و غصہ ظاہر فرمایا۔ کہ میں اس جگہ سے ادھر ادھر حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ میں حجر اسود کی اوٹ میں ہو گیا تا کعبہ کی ضرب پتھر پر واقع ہو۔ میں نے حجر اسود اور کعبہ کو اپنے اور کعبہ کے درمیان ڈھال سا ٹھہرا لیا۔ خدائے عزوجل کی قسم ہے۔ کہ میں سنتا تھا۔ کہ کعبہ مجھے کہتا تھا۔ کہ آگے آ تا کہ تو دیکھے جو کچھ میں تیرے ساتھ کروں گا۔ کس قدر میرے قدر کو پست اور بنی آدم کے مرتبہ کو بلند ٹھہراتا ہے۔ اور عارفوں کو مجھ پر فضیلت دیتا ہے۔ مجھے خدا کی قسم ہے کہ میں تجھے طواف نہیں کرنے دوں گا۔ پس میں نے دل میں سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ مجھے تادیب کرنا چاہتا ہے۔ اس پر میں نے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور وہ غم جو میں محسوس کرتا تھا۔ مجھ سے دور ہو گیا۔ اللہ کی قسم مجھے عالم خیال میں یوں معلوم ہوا۔ کہ کعبہ زمین سے اپنی بنیادوں کے ساتھ ایسا اٹھ گیا ہے۔ جیسا کہ انسان جبکہ اپنے مکان سے اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اپنے کپڑوں کو جمع کر لیتا ہے۔

حالت سکر کیا ہوتی ہے

حضرت ابن عربی نے صاف الفاظ میں اور حلف اٹھا کر فرمایا ہے۔ کہ یہ واقعہ میں نے عالم خیال میں بحالت سکر دیکھا ہے۔ "حال" اور "سکر" کے متعلق تصوف کی کتب میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔

الحال: "والحال عند القوم معنی یرد علی القلب من غیر تعمد منهم ولا اجتلاب ولا اکتساب" (قشیریہ صفحہ ۳۸)

حال: "اس سے وہ اندرونی کیفیت مراد ہے۔ کہ جو بغیر کسی ذاتی ارادہ سعی اور حصول اور اکتساب کے قلب پر وارد ہو۔" (مختارات الصوفیہ صفحہ ۲۰)

السکر: "السکر غیبة بوارد قوی والسکر زیادة علی الغیبة من وجه وذالك ان صاحب السکر قد یکون مبسوطا اذ لم یکن مستوفیا فی سکره وقد یسقط اخطار الاشیاء عن قلبه فی حال سکره۔" (قشیریہ صفحہ ۴۵)

سکر: "اس بات کا نام ہے۔ کہ کسی قوی وارد کے ذریعہ سے غیبت کی حالت طاری ہو جائے ..... سکر کی حالت صرف وجد والوں ہی کو ہوتی ہے۔ اور اس وقت ہوا کرتی ہے۔ جبکہ ان پر جمال ایزدی کی نعمت کا کشف کیا جاتا ہے۔" (مختارات الصوفیہ صفحہ ۲۹)

حضرت ابن عربی کا کشف

پس ان اصطلاحات کو مدنظر رکھ کر یہی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ کعبہ کے متعلق جو واقعہ حضرت محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں بیان کیا ہے۔ وہ "حال" اور "سکر" کی حالت طاری ہونے پر ان کو عالم خیال میں نظر آیا۔ کیونکہ "یخیل لی" کے الفاظ اس بات کی صراحت کرتے ہیں۔

کہ اس کو عالم شہود سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب "اسرار شریعت" کے مصنف نے اس کو نقل کیا۔ تو اسے "حجر اسود، وخانہ کعبہ کے علو درجات کے متعلق صلحاء کے مکاشفات" کے ذیل میں لکھا۔ اور اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد تحریر کیا۔ کہ:۔

"تصویری زبان اور اشارات سے حیوانات اور پرندوں کا باتیں کرنا مشہور و معروف شہود ہے۔ گو انسان کی طرح ان سے فصیح و بلیغ باتیں کرنا متعارف ہیں۔ لیکن عالم مثال میں ان سے صادر ہونا مستبعد نہیں ہے۔ خاکسار راقم حروف نے بعالم رویا ایک پرندہ بٹیر کو فصیح و بلیغ باتیں کرتے دیکھا۔ میں نے سمجھ لیا۔ کہ اس جانور کا یہ باتیں کرنا اسکی روحانی حالت کا نقشہ ہے۔ ایسا ہی کعبہ کا حضرت محی الدین ابن عربی سے باتیں کرنا اسکی روحانی حالت کا نقشہ تھا۔ جو ان کے آگے بعالم مکاشفہ پیش ہوا۔" (اسرار شریعت حصہ دوم صفحہ ۷۹)

یہ امور اس بات کی وضاحت کرتے ہیں۔ کہ ابن عربی کا واقعہ عالم خیال سے متعلق تھا۔ یعنی اس کو عالم شہود سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور اسرار شریعت کے مصنف نے خود بھی کسی کو عالم مکاشفات کا ایک واقعہ قرار دیا ہے۔ افسوس ہے کہ بھائی ویر سنگھ صاحب نے مصنف مذکور کی اس شرح کو جو اس نے حضرت ابن عربی کی تحریر میں سے "حال" اور "سکر" وغیرہ کے الفاظ مدنظر رکھ کر کی۔ اپنے مضمون میں ناظرین سے مخفی رکھا۔ کیونکہ یہ تشریح ان کے مقصد کے خلاف تھی۔

حضرت ابن عربی نے اس واقعہ میں یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ میں نے کعبہ کو حسین و جمیل عورت کی شکل میں دیکھا۔ اب اس بات کو ہر ایک صوفی جانتا ہے۔ کہ عالم شہود میں یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ کوئی عمارت انسان کی شکل اختیار کر سکے۔ البتہ عالم خیال میں یعنی کشف اور رویا میں ایسا ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن بھائی ویر سنگھ صاحب باوجود ودوان کہلانے کے ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے اس واقعہ کو عالم شہود سے متعلق قرار دے رہے ہیں۔ اور اپنی اس غلطی میں تمام مسلمانوں کو بھی شامل کر رہے ہیں۔ کہ ان کی مستند کتب میں کعبہ کا حرکت میں آنا اور اپنی جگہ چھوڑ جانا تسلیم کیا گیا ہے۔ حالانکہ مستند کتب تو ایک طرف رہیں۔ کسی غیر مستند کتاب میں بھی یہ بات مرقوم نہیں۔ کہ عالم شہود میں کعبہ انسانوں کی طرح حرکت میں آتا اور گفتگو کرتا ہے۔ پھر جس شخصیت سے اس واقعہ کا تعلق تھا۔ اس نے خود ہی قسم کھا کر بیان کر دیا ہے۔ کہ یہ عالم خیال کا واقعہ ہے۔ جو "حال" "ظہور" "سکر" کی حالت سے متعلق ہے۔ لیکن بھائی صاحب نہایت سادہ لوحی سے اسے عالم شہود کا واقعہ قرار دے رہے ہیں۔ اور ایک من گھڑت اور غلط بات کے ثبوت میں اس کو پیش کر رہے ہیں۔

حضرت رابعہ کا واقعہ

باقی رہا حضرت رابعہ کے استقبال کے لئے کعبہ کا آنا یہ بھی ایک کشفی ماجرہ ہے۔ کیونکہ تذکرۃ الاولیاء میں جہاں یہ مرقوم ہے۔ کہ کعبہ رابعہ کے استقبال کے لئے گیا۔ وہاں ہی یہ بات بھی موجود ہے۔ کہ "رابعہ نے دیکھا۔ تو ہوا میں خون کا دریا معلق پایا۔ ہاتف نے آواز دی۔ کہ یہ سب ہمارے عاشقوں کی آنکھوں کا خون ہے۔ جو ہماری طلب میں آئے ہیں"۔

(ملاحظہ ہو تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۶۳)

کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ہوا میں خون کے دریا کا معلق ہونا عالم شہود سے تعلق رکھتا ہے۔

باباجی نے قطعاً کعبہ کی طرف پاؤں نہیں کئے

پس بھائی ویر سنگھ صاحب کا ان کشوف اور رویا کو حضرت بابا نانک صاحب کے پاؤں کے ساتھ کعبہ گھومنے کے من گھڑت اور غلط واقعہ کے ثبوت میں پیش کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ اور نہ یہ واقعات ان کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ اگر بھائی صاحب یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جس طرح حضرت ابن عربی کو عالم خیال میں کعبہ مرفوع ہوتا نظر آیا تھا۔ اسی طرح باباجی کو بھی عالم خیال میں کعبہ گھومتا نظر آیا۔ تو پھر سکھ بھائیوں کا یہ خیال کرنا کہ باباجی نے فی الواقعہ کعبہ کو پھیر دیا تھا۔ خود بخود غلط ہو جاتا ہے۔ اور اگر ان کا یہ خیال نہیں۔ تو پھر ناظرین خود ہی غور فرمالیں۔ کہ عالم خیال کا ایک واقعہ عالم شہود کے واقعہ کی تائید میں کیونکر پیش کیا جا سکتا ہے۔ فتوحات مکیہ کے اس حوالہ کو اپنی تائید میں پیش کرنے سے بھائی صاحب کو یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ اللہ تعالےٰ کعبہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اس نے حضرت ابن عربی کے دل میں صرف ایک خیال کے پیدا ہونے پر ہی کعبہ کے ذریعہ کشف میں تنبیہہ کر دی۔ اگر باباجی کعبہ کی طرف عمداً پاؤں کر کے اس کی توہین کے مرتکب ہوتے۔ تو خدا جانے ان کا کیا حشر ہوتا۔ پس باباجی نے ہرگز ہرگز اپنے پاؤں عمداً کعبہ کی طرف نہیں کئے تھے۔ چنانچہ سکھ کتب میں بھی اس بات کو بالصراحت بیان کیا گیا ہے۔ کہ آپ کے پاؤں غلطی سے کعبہ کی طرف ہو گئے تھے۔ (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۱ و نانک پرکاش ادھیائے ۵۸ و نانک پرکاش مصنفہ گورمکھ سنگھ ناظم پٹیالہ صفحہ ۵۷ وغیرہ)

اور نہ آپ کا خیال کعبہ کی توہین کرنے کا تھا۔ آپ نے تو صاف الفاظ میں فرمایا ہے:۔ "ہماری کیا مجال ہے کہ ہم اپنے خدا کے گھر کی بے عزتی کر سکیں"۔ (جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۷۷ شائع کردہ بھائی دیا سنگھ کتب فروش لاہور)

پس یہ ناممکن تھا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے کعبہ کی توہین کا صرف ایک خیال پیدا ہونے پر حضرت ابن عربی کو تنبیہہ کر دی۔ تو پھر وہ کعبہ کی عملی طور پر توہین کرنے والے کو یونہی چھوڑ دیتا۔ اور یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ باباصاحب ایسا مقدس اور کعبہ سے عقیدت رکھنے والا انسان جو یہاں تک فتویٰ صادر کر رہا ہے۔ کہ:۔

"مردانہ خوب یاد رکھو۔ جو مکہ نہ ملنے وہ کافر ہے۔ خواہ کون ہو"۔ (جنم ساکھی اردو صفحہ ۱۷۷ شائع کردہ بھائی دیا سنگھ) کعبہ کی توہین کا مرتکب ہوتا۔

حضرت بابا نانک صاحب مکہ شریف کس غرض کے ماتحت گئے۔ اس کے متعلق ایک ہندو مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"در مکہ معظمہ تشریف شریف آوردند از زیارت آں مکاں "لطف نشان انواع الانواع انبساط و اصناف اصناف نشاط و گوناں گوں فرحت والاف الاف مسرت حاصل ساختند" (عمدۃ التواریخ دفتر اول صفحہ ۱۲ مصنفہ لالہ سوہن لال صاحب)

یعنی حضرت بابا نانک صاحب مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اور اس مکان کی زیارت سے جو خدا کی مہربانی کا نشان ہے۔ کئی انواع کی خوشیاں اور قسم قسم کا سرور اور رنگارنگ کی فرحت اور ہزارہا مسرتیں حاصل کیں۔ اب ناظرین خود ہی غور فرمالیں۔ کہ مکہ معظمہ سے ہزارہا مسرتیں حاصل کرنے والا انسان کعبہ کی توہین کا کیونکر مرتکب ہو سکتا ہے۔ یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ سکھوں کے مشہور ودوان بھائی ویر سنگھ صاحب امرتسری اپنے ایک غلط اور بے بنیاد خیال کو کہ حضرت بابا نانک صاحب نے اپنے قدموں کے ساتھ مکہ یا کعبہ کو گھما دیا تھا۔ ثابت کرنے کے سلسلہ میں سکھ کتب کے تضاد کے طومار سے شرمندہ ہو کر اب دوسروں کے خوابوں اور کشوف کی پناہ لے رہے ہیں۔ اور ان کی منشاء کے خلاف نتیجہ اخذ کر رہے ہیں

(خادم عباد اللہ گیانی قادیان)

درخواست ہائے دعاء

(۱) مولوی محمد عثمان صاحب لکھنوی جو ۸ رجنوری ۱۹۴۶ء سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ ان کی حالت ابھی تک تشویشناک ہے۔ فالج کے حملہ سے آہستہ آہستہ افاقہ ہو رہا تھا۔ کہ اچانک ۲۴ جنوری کی شام سے حالت زیادہ خراب ہو گئی۔ اب نہ پہلے کی طرح بات کر سکتے ہیں۔ اور نہ بائیں ہاتھ اور پیر کو حرکت دے سکتے ہیں۔ بلڈ پریشر ۱۸۵ سے بڑھ کر ۲۲۴ تک پہنچ گیا ہے۔ ان حالات کے زیر نظر علاج تبدیل کر دیا گیا ہے۔ احباب کرام سے عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ وہ مولوی صاحب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازی عمر کے واسطے درد دل سے دعا فرمائیں۔ محمد یاسین ایم۔ اے۔

(۲) لاہور سے بذریعہ فون اطلاع آئی ہے۔ کہ میرے چچا قاضی عطاء اللہ صاحب مالک فونٹین پن ورکشاپ نیلہ گنبد لاہور میو ہسپتال میں تشویشناک حالت میں ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں کامل شفا عطا فرمائے۔ (قاضی محمد نذیر لائل پوری قادیان)

جناب حکیم عبد العزیز خانصاحب کا ذکر خیر

از صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب

حکیم عبد العزیز خانصاحب مرحوم کی وفات کی خبر دوستوں نے ۳۱ جنوری کے الفضل میں پڑھ لی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کا ایک ایک کر کے ہم سے جدا ہو جانا ایک ایسی بات ہے۔ جس سے ہر احمدی کو بہت صدمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس نور کو بغیر کسی واسطہ کے پایا۔ اور اس زمانہ میں قبول کیا۔ جبکہ تمام ہندوستان میں آپ کے خلاف ایک ہنگامہ برپا تھا۔ اس لئے ان قیمتی وجودوں کی ہر وفات ہمارے لئے بہت رنج و الم کا باعث ہے۔ اور جس سرعت سے یہ لوگ جا رہے ہیں۔ اس کے تو خیال سے بھی میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بہر حال اب جو لوگ موجود ہیں۔ ہم ان کی جتنی بھی قدر کریں کم ہے۔ مکرمی حکیم عبد العزیز خانصاحب میں چونکہ دو خصوصیتیں تھیں۔ یعنی ایک تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ دوسرے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے خاص طور پر محبت تھی۔ اور یہ فخر بھی انہیں حاصل تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی اولاد کو۔ اور پھر آگے ان کی اولاد کو پڑھاتے رہے تھے۔ اس لئے اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے بچوں سے کبھی سختی سے بھی پیش آتے، تو کوئی اس پر برا نہ مناتا۔ اور وہ ہمیشہ اپنے رنگ میں کہا کرتے تھے "میں نے تینوں بھی پڑھایا۔ تے تیرے پیو نوں بھی پڑھایا"۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو یہ عزت بخشی تھی۔ اس لئے ان کو یہ بات کہنے کا حق تھا۔

چونکہ مرحوم کو طب کا بھی شوق تھا۔ اس لئے سکول سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ نے طبیہ عجائب گھر کی بنیاد ڈالی اور جس کامیابی کے ساتھ۔ اور جس ایمان داری سے انہوں نے اس کام کو چلایا۔ اس کے نہ صرف اپنے ہی مداح تھے۔ بلکہ باہر کے لوگ خصوصاً غیر احمدیوں میں سے بھی ایک طبقہ ان سے ادویات منگواتا تھا۔ اور باوجود اس کے کہ انہوں نے دوائیاں وغیرہ دینے کے وقتوں پر بہت سی پابندیاں لگائی ہوئی تھیں اور دوسروں کی نسبت گراں بھی دیتے۔ تاہم لوگ انہی سے خریدنا پسند کرتے۔

خانصاحب مرحوم کی وفات سے ایک بہت قابل قدر ہستی ہم سے جدا ہو گئی ہے۔ جس کا سب احمدیوں کو اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے افراد کو بہت افسوس ہے دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

مرزا ظفر احمد

بھمبر میں جلسہ

۲۴ فروری ۱۹۴۶ء کو قصبہ بھمبر ضلع میرپور ریاست جموں میں زیر اہتمام انجمن احمدیہ بھمبر ایک اہم تبلیغی جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغ جناب ملک عبد الرحمن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی گجرات کا "ضرورت الامام" پر لیکچر ہوگا۔ آس پاس کی جماعتیں جو اس اعلان کو پڑھیں۔ وہ ایک دن کیلئے جلسہ میں شمولیت کریں جلسہ صبح ۱۰ بجے شروع ہوگا۔ اور شام کو تین بجے ختم کر دیا جائے گا۔ بستر وغیرہ ہمراہ لانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جلسہ میں شمولیت کے بعد دوست اپنے گھروں کو واپس جا سکتے ہیں۔

خاکسار چوہدری محمد اسمٰعیل سیکرٹری تبلیغ و زعیم مجلس خدام الاحمدیہ بھمبر

لجنات اماء اللہ اور مجلس مشاورت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت تمام لجنات اماء اللہ کو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے ایجنڈا مجلس مشاورت ہر سال بھیجا جاتا ہے۔ تا مستورات بھی ایجنڈا پر غور و فکر کر کے اپنی آراء سے حضور کو مطلع کریں۔ مگر کچھ تو دفتر کی غلطی سے ایجنڈا تمام لجنات کو بھیجا نہیں جاتا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں تمام لجنات اماء اللہ کے موجودہ صحیح پتے محفوظ نہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق براہ راست مرکزی لجنہ اماء اللہ قادیان سے ہے کارکنوں میں جو ردوبدل ہوتا ہے۔ اس کی اطلاع دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کو نہیں ہوتی۔ دوسرے جن لجنات کو ایجنڈا بھیجا جاتا ہے۔ وہ بھی سب اپنی آراء سے مطلع نہیں کرتیں۔ چنانچہ مجلس مشاورت ۱۹۴۴ء میں صرف چار لجنات نے اپنی آراء بھیجی تھیں۔ دوسرے سال ۱۹۴۵ء میں گیارہ لجنات نے آراء بھیجیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ لجنہ اماء اللہ (۱) قادیان (۲) امرتسر (۳) لاہور (۴) انبالہ (۵) سیالکوٹ (۶) لدھیانہ (۷) فیروزپور (۸) ملتان (۹) سرائے نورنگ (۱۰) بریلی اور (۱۱) حیدرآباد دکن

میرے خیال میں لجنات گیارہ سے بہت زیادہ ہیں۔ تمام لجنات کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اپنی آراء سے حضور کو قبل از وقت مطلع کر دیا کریں۔ یہ ناشکری ہے۔ کہ جب خلیفہ وقت ان سے جماعتی کاموں کے متعلق رائے طلب کرے تو وہ خاموش رہیں۔ حضور نے تو یہ بھی اجازت دی ہوئی ہے۔ کہ سلسلہ کے لئے یا خاص طور پر مستورات کی بہتری کے لئے کوئی تجویز ان کے ذہن میں ہو۔ تو وہ بھی مجلس مشاورت میں پیش کی جا سکتی ہے۔ خواہ اس کا ذکر ایجنڈا میں نہ ہو۔

جو لجنات اپنی آراء بھیجتی ہیں۔ وہ سب مجلس میں پڑھ کر سنا دی جاتی ہیں۔ اس کام کے لئے ہر سال حضور ایک نمائندہ نامزد فرما دیتے ہیں۔ جو لجنات کی آراء پڑھ کر سناتا ہے۔ اس طرح ان کی آواز تمام جماعت کو پہنچ جاتی ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے یہ کام میرے سپرد رہا ہے۔ اس لئے اس بارہ میں مجھے جو دقت پیش آئی ہے۔ وہ میں عرض کرتا ہوں۔

لجنات اپنی آراء قبل از وقت پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بھیجنے کی بجائے جماعت کے کسی مرد کو دیدیتی ہیں۔ جو جلسہ کے دوران میں مجھے دی جاتی ہیں۔ مجھے تمام لجنات کی آراء کو نمبروار ترتیب دے کر ایک نقشہ بنانا ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجلس کی دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے دوران جلسہ میں مکمل نقشہ تیار کرنے میں مشکل پیش آجاتی ہے۔ اس لئے تمام لجنات اماء اللہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی آراء مجلس مشاورت سے چند دن پہلے جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بھیج دیا کریں۔ تا حضور جس شخص کو نمائندہ لجنات مقرر فرمائیں یہ آراء قبل از مشاورت اس کو دیدی جایا کریں۔ یہ سب آراء مجلس مشاورت میں سنانے کے بعد صدر صاحبہ مرکزی لجنہ اماء اللہ قادیان کو بغرض ریکارڈ دیدی جاتی ہیں۔

خاکسار۔ عبد الحمید آڈیٹر لاہور

معاونین الفضل

(۱) مکرم سید غلام حسین صاحب ورٹنری افسر ریاست بھوپال نے اپنے فرزند لفٹیننٹ سید محمود احمد شاہ صاحب کے ہاں لڑکے کی ولادت کی خوشی میں مبلغ /۳ روپے کسی مستحق کے نام خطبہ نمبر جاری کرنے کے لئے ارسال فرمائے ہیں (۲) ڈاکٹر محمد رفیق احمد صاحب میڈیکل کالج امرتسر نے مبلغ /۵ کی رقم کسی مستحق کے نام اخبار جاری کرنیکے لئے ارسال کی ہے۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

مینجر

الوہیت مسیح پر نظر

عیسائی صاحبان حضرت مسیح علیہ السلام کو جنہیں قرآن پاک نے رسولاً الی بنی اسرائیل کے الفاظ میں ایک برگزیدہ رسول قرار دیا ہے۔ خدا کا بیٹا بلکہ خدا قرار دیتے ہیں۔ اور اس انسان ضعیف البنیان کو مالک الملکوت وذوالجبروت خدا کی بادشاہی میں شریک سمجھتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس باطل عقیدہ کی بار بار تردید کی گئی ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت وما فی الارض وکفیٰ باللہ وکیلا (سورۃ نساء ع ۲۳) اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ناحق باتیں منسوب نہ کرو مسیح تو صرف مریم کے بیٹے اور اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ تھے۔ جو خدا تعالیٰ نے مریم کی طرف ڈالا تھا۔ اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے وہ ایک روح تھی۔ پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور تین خدا کہنا چھوڑ دو۔ باز آجاؤ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی ایک معبود ہے۔ وہ اس سے پاک ہے۔ کہ اس کا کوئی بیٹا ہو تمام وہ جو آسمان اور زمین میں ہے۔ اسی کا ہے۔ اور اللہ ہی سب کا کافی کارساز ہے

پھر فرماتا ہے بدیع السموات والارض انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ وخلق کل شیئ وھو بکل شیئ علیم ذلکم اللہ ربکم لا الہ الا ھو خالق کل شیئ فاعبدوہ وھو علی کل شیئ وکیل (سورۃ انعام ع ۱۳) یعنی وہ بلا نمونہ آسمانوں اور زمینوں کو ایسے طریق سے پیدا کرنے والا ہے جس کی کوئی نظیر نہیں۔ اس کا بیٹا کیونکر ہو۔ درانحالیکہ اس کی بیوی کوئی نہیں۔ اور اللہ نے ہی ہر شے کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر شے سے خوب آگاہ ہے۔ وہی تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر شے کا پیدا کنندہ ہے۔ اور وہی ہر شے کا نگران ہے اور اس کے لئے کافی ہے۔

پھر فرمایا۔ ذلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحنہ اذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون (سورۃ مریم ع ۲) یہ ہے عیسیٰ ابن مریم قول حق جس کے متعلق یہ لوگ شک کرتے ہیں۔ اللہ کے شایان شان نہیں۔ کہ وہ کوئی بیٹا بنائے۔ وہ تو پاک ہے۔ اور میں اس کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔ جب وہ کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو کُن فرماتا ہے۔ تو وہ امر ہونے لگ جاتا ہے۔

یہ چند آیات تردید الوہیت مسیح میں پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ مذہب اسلام کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں پھیلانا ہے جس سے اللہ کی کتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات بھرے ہوئے ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ عیسائیوں کی مسلمہ کتب تورات و انجیل میں اب بھی حضرت مسیح کی الوہیت کی تردید موجود ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کے متعلق فرماتے ہیں۔ "یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ تورات سے ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے (متی ۵ باب ۱۸)

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "اور کون ایسی بزرگوار قوم ہے جس کی شریعتیں اور احکام ایسے درست ہوں۔ جیسی یہ ساری شریعت ہے۔ جو میں آج تمہیں دیتا ہوں" استثنا ۴/۸

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس اصول اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فرمان کو مدنظر رکھتے ہوئے عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کے متعلق دیکھنا چاہیئے۔ کہ تورات کیا کہتی ہے آیا وہ اس کی حامی ہے یا اس کے خلاف۔ اس میں توحید کی تعلیم بھری پڑی ہے۔

یسعیاہ ۴۵/۲۱ میں لکھا ہے۔ "کس نے قدیم ایام میں اس کی خبر آگے سے دی ہے۔ کیا میں خداوند ہی نے یہ نہیں کہا۔ کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں ہے"

(۲) استثنا ۴/۳۹ "پس آج کے دن جان اور اپنے دل میں غور کر۔ کہ خداوند وہی خدا ہے جو اوپر آسمان میں ہے۔ اور نیچے زمین میں ہے۔ اور کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے"

(۳) استثنا ۵/۷ تا ۹ "میرے آگے تیرا کوئی دوسرا خدا نہ ہووے۔ تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے مت بنا۔ تو انہیں سجدہ نہ کر۔ نہ ان کی بندگی کر۔ کیونکہ میں خداوند خدا تیرا غیور خدا ہوں"

(۴) استثنا ۱۱/۲۸ "اور لعنت جبکہ خداوند اپنے خدا کی فرمانبرداری نہ کرو۔ اور اس راہ سے جس کی بابت آج میں تمہیں فرماتا ہوں پھر کے غیر معبودوں کی پیروی کرو۔ جنہیں تم نے نہیں جانا"

(۵) استثنا ۱۷/۲ تا ۴ "اگر تمہارے درمیان تیری کسی بستی کے بیچ جو خداوند تیرا خدا تجھ کو دیتا ہے۔ کہیں کوئی مرد یا عورت پایا جاوے۔ جس نے خداوند تیرے خدا کے حضور بدکاری کی ہو۔ کہ اس کے عہد کو توڑا ہو۔ اور جا کے غیر معبودوں کی بندگی کی ہو اور انہیں سجدہ کیا ہو۔۔۔ اس پر پتھراؤ کیجیو یہاں تک کہ مر جاویں"

غیر اللہ کی عبادت ایک ایسا جرم ہے۔ جس کی سزا پتھراؤ ہے۔ پس کیا عیسائی دوست اب بھی اس عقیدہ سے اجتناب نہیں کریں گے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے فرمان کے مطابق تورات کے اس حکم کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے؟

خاکسار خورشید احمد شاد مولوی فاضل واقف زندگی

احرار کی آخری ہچکی

الیکشن کی موجودہ گھما گھمی نے جہاں بہت سی سیاسی پارٹیوں کو ختم کر دیا ہے۔ وہاں احرار کی تابوت میں بھی آخری کیل ٹھوک دی ہے۔ احرار کا یہ حشر جہاں عام مسلمانوں کے لئے عبرتناک ہے وہاں جماعت احمدیہ کے لئے ایک زبردست نشان ہے جس کی خبر ہمارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہت عرصہ پہلے دیدی تھی۔

آج سے چند سال قبل احراری شریعت کے علمبردار مولوی عطاء اللہ صاحب شملے تشریف لائے۔ تو یہاں کے مسلمانوں نے بے حد گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا۔ اور یہ صاحب متعدد جلسے کر کے حکومت الٰہیہ کے قیام اور قادیان کی فتح (خاکش بدہن) کے وعدے پر سینکڑوں روپے جمع کر کے لے گئے۔ مگر آج چشم فلک یہاں کچھ اور ہی نظارے دیکھ رہی ہے۔ شہر میں جگہ جگہ اشتہار لگے ہوئے ہیں۔ احراری کی پہچان۔ تین باتیں یاد رکھئے

(۱) سستی شہرت (۲) مفت کار (۳) اچھی روٹی۔ (احرار نیشنلسٹ فرنٹ نے شائع کیا)

احرار کی ترکیب سے اس گروہ کو ۲۰ تا ۴۴ ثابت کیا گیا ہے۔ شہر کا ہر مسلمان ان پر لعنتیں بھیج رہا ہے مسلمان ہوٹلوں نے ان کے الیکشن کے سلسلے میں نو وارد کارکنوں اور پھر خصوصاً ایجنٹوں کو قیمتاً بھی کھانا کھلانے سے انکار کر دیا ہے۔ اگرچہ ہم اس طرز عمل کو پسند نہیں کرتے۔ مگر یہ تقدیر الٰہی ہے۔ جو احراری اخلاق ان کو واپس لوٹا رہی ہے۔ پولنگ سٹیشن پر یہ لوگ ایک طرف پرے ہوئے پھلائے خاموشی سے بیٹھے رہتے۔ لوگ جوق در جوق لیگ اور کانگرس کے مسلمان اور ہندو امیدوار کو ووٹ ڈال کر آتے۔ اور ان لوگوں پر نہایت حقارت آمیز اور اکثر ایسی نظر سے دیکھ کر کہ جیسا مفت خورہ یا گھر گھلانا ہے۔ بینگوں کو واپس لوٹ رہے تھے۔

آخر یہ سب کچھ کیوں اور یہ انقلاب کیسا۔ اسلئے اور محض اسلئے کہ اس گروہ نے ایک الٰہی جماعت کو برباد کرنیکا ناپاک منصوبہ باندھا۔ مگر خدا نے انہیں پکڑ لیا کہ اس کی ہمیشہ سے سنت چلی آتی ہے۔ اور اب کوئی دن جاتا ہے۔ کہ زمین انکے پیروں سے بالکل نکل جائیگی۔ اور یہ لوگ ایسے گڑھے میں گر جائینگے کہ لوگ اس پر مٹی ڈال کر کھڑ کروں سے اسے ہموار کر دینگے یہ پاکوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا۔ کتوں بسا کھیتا منہ نجم فنا ہی ہے

بشیر احمد خان شملہ

تھوڑے سے سرمایہ سے تجارت میں ترقی کی ایک اور مثال

احمدی نوجوانوں کیلئے دینی اور دنیوی فوائد حاصل کرنے کا موقع

مندرجہ ذیل خط ہمارے ایک مبلغ صاحب کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ جن کو حضور کی یہ ہدایت تھی۔ کہ تبلیغ کے ساتھ تجارت بھی کریں۔ انہوں نے اس ہدایت پر عمل کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل خط سے عیاں ہے۔ نوجوان اس خط پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ ممالک غیر میں تجارت کے لئے کسقدر وسیع میدان ہے۔ اس خط میں نام اور مقام بعض وجوہ کی بنا پر مخفی رکھے گئے ہیں۔ لیکن استفسار پر ظاہر کئے جاسکتے ہیں۔

لکھا ہے:۔ "حضور نے میری اور میرے بھائی صاحب کی قادیان سے روانگی کے وقت ارشاد فرمایا تھا۔ کہ خاکسار تجارت کی طرف بھی دھیان کرے۔ حضور کے فرمان کے مدنظر خاکسار نے مبلغ دس روپیہ کا سامان سپورٹس۔ اور بھائی صاحب نے دس روپیہ کا امرت دھارا خریدا۔ خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں کام اچھا چلنا شروع ہوگیا۔ اس کے بعد ادویات اور دیگر سامان منگوایا گیا۔ ۱۹۳۷ء میں ہم نے اپنے کام کو ایک کمپنی یعنی قادیان ٹریڈنگ کمپنی کے نام پر چلانا شروع کردیا۔ اور اس نام کو یہاں پر رجسٹر کرایا۔ بھائی صاحب ڈیڑھ سال تک یہاں رہے۔ میری مدد کرتے رہے ان کے یہاں سے چلے جانے پر اگرچہ مجھ پر کام کا بہت بوجھ پڑ گیا۔ لیکن خدا کے فضل سے کام جاری رہا۔ یہانتک کہ ۱۹۴۱ء میں جبکہ بوجہ جنگ ادویات اور دیگر سامان کا حاصل کرنا مشکل ہوگیا۔ تو کام کو مجبوراً بند کردینا پڑا۔

اس تجارت میں خدا نے بہت ہی برکت ڈالی۔ اسی تجارت کے منافع سے میں نے بھائی صاحب کو ہزار روپیہ کے قریب دیا۔ میرے اپنے اخراجات بھی اس تجارت سے چلتے رہے۔ یہاں کی لوکل جماعت کو بھی سالہا سال تک مالی مدد دی۔ ابھی تک لوکل جماعت ۱۴ پونڈ کی مقروض ہے۔ اب کل رقم میرے پاس جماعت کا قرضہ ملاکر ۱۳۶ پونڈ کے قریب ہے۔ اور یہ رقم میں نے تجارت کے لئے محفوظ کی ہوئی ہے۔ ابھی تک تجارت پر بعض پابندیاں گورنمنٹ کی طرف سے ہیں۔ ممکن ہے کہ آئندہ نو ماہ یا سال تک تمام تجارتی آسانیاں میسر آسکیں۔ یہاں ہندوستانی دوائیوں کی تجارت بہت ہی اچھی تھی۔ جب یہ تجارت جاری تھی۔ تو لوگ گھر پر آکر خرید لیا کرتے تھے۔ یہانتک کہ بعض دفعہ بیس پونڈ کی یومیہ ادویہ ہم نے فروخت کیں۔ لیکن اب گورنمنٹ بعض قوانین بنا رہی ہے۔ جن کی وجہ سے یہ سنہری تجارت خطرہ میں ہے۔ بلکہ حقیقتاً بند ہونے والی ہے۔ اگر پبلک کے شور کی وجہ سے کچھ ماہ کے لئے التواء میں ڈال دیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ زیادہ شور کی وجہ سے کچھ نرمی برتی جائے۔

یہاں بوریوں اور ٹرنکوں کی تجارت بہت ہی اچھی چل سکتی ہے۔ اگر ٹرنک وسوٹکیس یہاں تیار کئے جائیں۔ تو حالات بہتر ہونے پر کافی امید ہوسکتی ہے۔ آجکل گندم ڈالنے والی بوریوں کی قیمت اڑھائی روپیہ ہے جنگ سے قبل ایک روپیہ تھی۔ کپڑے کی بھی اچھی تجارت ہوسکتی ہے خصوصاً دیسی مال تو بہت ہی پسند کیا جاتا ہے اگر سستا ہاتھ لگ جائے تو بہت فائدہ ہوسکتا ہے۔ لیکن اس کام کے لئے نہایت ہوشیار اور انگریزی حساب جاننے والے کی ضرورت ہوگی تاکہ کام کو اچھی طرح چلا سکے اور تجارت سے واقف ہونا بھی ضروری ہے اگر یہاں تجارت کی جائے تو یہاں کے لوگوں کے ساتھ تعاون ضروری ہوگا۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کی مدد کے بغیر کام چلنا بہت ہی مشکل ہے۔

اگر یہاں پر کچھ احمدی اپنے طور پر آئیں۔ تو حضور کی اجازت اور ہدایات کے مطابق آئیں۔

ناظم تجارت تحریک جدید قادیان

میاں بدر محی الدین صاحب لیگ کے قدموں پر؟

بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حلقہ مسلم تحصیل بٹالہ میں میاں بدر محی الدین صاحب نے لیگ کے بڑھتے ہوئے زور سے دب کر لیگ سے بمنت درخواست کی ہے۔ کہ اگر اس حلقہ میں لیگ کا امیدوار ان کے حق میں بیٹھ جائے۔ تو وہ لیگ کی پالیسی کی تائید کرنے کو تیار ہیں۔ مگر لیگ نے یہ کہکر اس درخواست کو ٹھکرا دیا ہے۔ کہ جب تک میاں بدر محی الدین صاحب لیگ کی سیاسی پالیسی کو کھلم کھلا تسلیم کرکے اور یونینسٹ پارٹی سے علیحدگی کا اعلان کرکے لیگ کا باقاعدہ ٹکٹ حاصل نہیں کرتے۔ ان کی طرف سے اس قسم کی کوئی تجویز قابل غور نہیں ہوسکتی۔

انتخابات کے متعلق ضروری اعلان

پنجاب اسمبلی کی نان یونین لیبر شمالی پنجاب کی نشست سے برکت حیات خان صاحب بطور امیدوار کھڑے ہو رہے ہیں۔ اس حلقہ کی سب احمدی جماعتیں اپنے ووٹ ان کے حق میں گذاریں۔

(ناظر امور عامہ)

چار باتیں

(۱) تحریک جدید کے دفتر دوم میں شامل ہونیوالوں کیلئے یہ رعایت ہے۔ کہ جو شخص اپنی ایک ماہ کی پوری آمد نہ دے سکے وہ آمد کا ۳/۴ حصہ دیکر شامل ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر یہ بھی دینے کی طاقت اور توفیق نہ ہو تو ۱/۲ حصہ دیکر شامل ہوسکتا ہے۔ پس ہر شخص جسے ایک ماہ کی ساری آمد دینے کی توفیق نہ ہو۔ وہ کم سے کم نصف آمدنی ماہوار دے کر شامل ہوجائے (۲) دفتر اول میں شامل ہونے والے احباب یاد رکھیں۔ کہ انہوں نے گیارھویں سال میں جو رقم دی ہے بارھویں سال میں کم سے کم گیارھویں سال کے وعدے پر اضافہ کریں لیکن اگر کسی کی گیارھویں سال کی رقم اس کی ماہوار آمد کے مقابلہ میں بہت کم ہے تو ایسے شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق نمایاں اور غیر معمولی اضافہ کرکے وعدہ کرے (۳) تحریک جدید کے وعدوں کے متعلق احباب یاد رکھیں۔ کہ الیکشن کی وجہ سے وعدوں کی آخری تاریخ ۲۸ فروری ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر وہ شخص جو جلدی وعدہ کرسکتا ہے وہ آخری تاریخ ۲۸ فروری کا انتظار کرے۔ کیونکہ آخر میں وعدہ خوبی نہیں ہے۔ پس ہر شخص کوشش کرے کہ ۲۸ فروری سے پہلے پہلے وعدہ پیش کردے (۴) دفتر اول کے ہر مجاہد کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ وہ دفتر دوم کا ایک اور مجاہد کھڑا کرے۔ تا اس کے اپنے انیس سال تک جہاد میں شامل ہونے کے بعد اس کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ بلکہ وہ سلسلہ جاری رہے۔ پس دفتر اول کا ہر مجاہد دیکھے کہ اس نے دفتر دوم کا ایک مجاہد اپنی جگہ کھڑا کردیا ہے۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

مولوی ثناء اللہ صاحب اور مؤکد بعذاب حلف

مولوی ثناء اللہ صاحب کو جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے بارہا یہ چیلنج دیا۔ کہ ایک عام جلسہ میں اپنے عقائد کی صحت پر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد و دعاوی کے کذب پر مؤکد بعذاب حلف اٹھالیں۔ تو ان کو ایک ہزار روپیہ نقد انعام دے دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد سال بھر زندہ رہنے کی صورت میں مزید بیس ہزار روپیہ انعام ان کو پیش کیا جائے گا۔ مگر مولوی صاحب وہی تو ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے نہ صرف مباہلہ کے لئے آنے کی جرأت نہ کی۔ بلکہ جب حضرت اقدس ہونے اعجاز احمدی کے صـ۳۷ پر یہ اعلان فرمایا۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری "اگر اس چیلنج پر مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے۔ تو وہ ضرور پہلے مریں گے"۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور لکھ دیا۔ کہ:-

"چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے۔ اسلئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔ چونکہ آپ کی غرض یہ ہے۔ کہ اگر مخاطب پہلے مر گیا۔ تو چاندی کھری ہے۔ اور اگر خود بدولت تشریف لے گئے۔ (بس کم جہاں پاک) تو بعد مرنے کے کسی نے قبر پر پیشاب کرنے آنا ہے؟ اس لئے آپ ایسی ویسی بے ہودہ شرطیں باندھتے ہیں مگر میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں اور یہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے ذلت نہیں"۔

(الہامات مرزا طبع سوم صـ۱۰۲)

پس جبکہ مولوی صاحب نجران کے نصاریٰ کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو جانتے اور مقابلہ میں مباہلہ کے لئے آتے یا مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کے نتیجہ سے خوب آگاہ اور واقف ہیں۔ تو بھلا وہ جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے انعام پر خواہ وہ کروڑوں روپیہ ہی کیوں نہ ہو۔ کیسے حلف مؤکد بعذاب اٹھانے کے لئے آمادہ ہو سکتے ہیں؟ خصوصاً جبکہ "اخذتہ العزۃ" (الآیۃ) قرآنی ارشاد کے مطابق وہ اس جھوٹی عزت کو ترجیح دیتے ہوئے اعلان کر چکے ہیں کہ "میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں۔ اور یہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے ذلت نہیں"۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے "اہلحدیث" دیکم فروری ۱۹۴۶ء) میں مکرم سیٹھ صاحب کے مطالبہ سے تنگ آکر پھر سب کشائی کی اور لکھا ہے کہ:-

"اس کے لئے سال یا چھ ماہ یا ہفتے کی حد لگانا کسی آیت اور حدیث سے ثابت نہیں ہے"۔ (اہلحدیث یکم فروری ۱۹۴۶ء صـ۵)

بہت خوب! مگر کیا مولوی صاحب ایسا کرنے کے لئے ہی تیار ہیں۔ نہیں۔ اگر مکرم جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب آپ کے سامنے الفاظ حلف مؤکد بعذاب میں سے میعاد عذاب میں "سال" کا لفظ اڑا دیں۔ اور کوئی حد نہ لگائیں۔ تو آپ ان کے باقی الفاظ کے مطابق حلف مؤکد بعذاب اٹھانے کے لئے تیار ہوں گے؟ تا کہ خدا تعالیٰ جب چاہے۔ عذاب نازل کرے۔ خواہ عذاب سال کے اندر ہو۔ یا دو سال کے اندر یا چھ ماہ میں یا فوری طور پر نازل ہو جائے؟ بہر حال اگر عذاب کی میعاد کی حدبندی مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اپنے تازہ بیان کے مطابق نہ لگائی جائے۔ تو کیا پھر وہ حلف کے لئے طیار رہوں گے؟

امید ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس بارہ میں اپنی منظوری کا صاف صاف غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرینگے۔ کیونکہ یہ تجویز خود ان کی اپنی پیش کردہ ہے۔ ورنہ ہم تو حدیث صحیح لما حال الحول (تفسیر ابن جریر وغیرہ) کے الفاظ کے مطابق ایک سال کی میعاد میں کمی نہیں کر سکتے۔ (خاکسار رشید احمد علی مبلغ)

تصحیح

۴ فروری ۱۹۴۶ء کے الفضل میں دسویں خواب جو شائع ہوئی ہے۔ وہ خاکسار کی نہیں۔ بلکہ جمال الدین صاحب پوچھ والوں نے دیکھی اور میں نے لکھی۔

خاکسار عبد الحمید آصف

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے زیر اہتمام مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

مالابار

مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب مالاباری ۲۲ سے ۳۱ر جنوری کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ اس عرصہ میں کروناگہ پلی میں دو لیکچر علمائے مخالف کے لیکچروں کے جواب میں دیئے۔ تین مقامات کا دورہ کیا۔ ۸ افراد سے ملاقات کر کے تبلیغ کی۔ کل ۲۹۹ میل کا سفر تبلیغ کی غرض سے کیا۔ ۶۵ احمدی احباب کو تبلیغ سے متعلق ضروری ہدایات دیں۔ خطبہ جمعہ اور انفرادی گفتگو کے ذریعہ تعلیم و تربیت و تنظیم جماعت کی کوشش کی۔ ادائیگی چندہ جات کے بارہ میں تحریک کی۔ مولوی احمد رشید صاحب مالاباری بھی اس عرصہ میں مولوی صاحب موصوف کے ساتھ کام کرتے رہے اور تبلیغی دورہ میں ان کی معیت میں تقاریر وغیرہ بھی کیں۔ جن سے متاثر ہو کر ۱۴ احمدی داخل سلسلہ ہوئے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

بنگال

مولوی ظل الرحمٰن صاحب بنگالی یکم سے ۳۱ جنوری تک کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ میں نے ڈھاکہ دار التبلیغ میں "اسلام و کمیونزم" کے عنوانات پر تقریروں کا ایک سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ اور اب تک ۸ لیکچر دیئے جا چکے ہیں۔ جن میں علاوہ احمدیوں کے غیر احمدی کالج سٹوڈنٹس بھی شامل ہوتے ہیں۔ چار مقامات کا دورہ کیا۔ ۳۸ اشخاص کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ درس قرآن مجید بھی دیتا رہا ۱۹۰ میل کا سفر کیا۔ تعلیم و تربیت و دیگر جماعتی امور کی طرف جماعت کو توجہ دلاتا رہا۔ اس عرصہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تین اشخاص بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے جن میں سے ایک کالج سٹوڈنٹ ہے۔ دوسرے سمجھدار نوجوان اور تیسرے ایک پرہیزگار درویش سیرت آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ اللھم زد فزد

شام چوراسی ضلع ہوشیارپور

میر عبدالحکیم صاحب اگست سے دسمبر تک کی تبلیغی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں بعض سرکاری افسروں سے ملکر اسلام و احمدیت کے متعلق گفتگو کی گئی۔ نیز لٹریچر اور بعض کتب بھی مطالعہ کے لئے دی گئیں علاوہ ازیں پچاس مختلف مذاہب کے اصحاب کو پیغام حق پہونچایا۔ دوران سفر اور دیگر اہم مواقع پر بھی لٹریچر کافی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات۔ خطبات و دیگر اہم ہدایات بھی لوگوں میں دستخط لے کر تقسیم کئے گئے۔ جن سے خاطر خواہ اثر کی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔

۲۰ فروری کو ہر جگہ "یوم مصلح موعود" منایا جائے

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء بمقام ہوشیارپور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لمبے چلہ کے بعد پیشگوئی مصلح موعود فرمائی۔ اس پر دشمنانِ احمدیت نے جتنا شور مچایا وہ دنیا جانتی ہے۔ لیکن خدا کے مونہہ کی باتیں آخر پوری ہوئیں۔ ہمارے پیارے امام۔ ہمارے پیارے آقا کو خدا نے اپنے کلام سے نوازا وہ نشانات اس کے ذریعہ پورے کئے۔ اور مامور کرنے سے قبل اس کے افعال اور کردار سے آثار دکھائے۔

اس عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا زبردست نشان۔ احمدیت کی حقانیت و اسلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔ ایک ایک فقرہ اپنے اندر ایک نشان رکھتا ہے۔ اس ہر نشان کو واقعات کے ساتھ مسلم و غیر مسلم بھائیوں پر واضح کیا جائے۔ ہر جماعت اپنی اپنی جگہ پبلک جلسے کرے اور تقاریر کا انتظام کرے۔

ناظر دعوت و تبلیغ

چین سے دو خط
انڈین ایجنسی جنرل
چنگ کنگ۔ چین
۲۵ اگست ۱۹۴۲ء
......گذشتہ ہفتہ کی ڈاک میں آپ کی ارسال کردہ "دل روز" کی شیشی ملی۔ شکریہ! مجھے دس سال کے عرصے سے یہ تکلیف تھی۔ ہر قسم کی دیسی و انگریزی ادویات استعمال کیں مگر کچھ بھی افاقہ نہ ہوا۔ "دل روز" کو صرف چھ دن لگانے کے بعد تمام شکایت جاتی رہی۔ کاش! مجھے پہلے ایسے تیر بہدف علاج کا علم ہوتا......
ن۔ا۔خ
میجر
انڈین ایجنسی جنرل
چنگ کنگ۔ چین
۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء
......مجھے کچھ عرصے سے گردن پر ایک قسم کی تکلیف ہے دانے سے ہیں جن کی وجہ سے خارش بہت ہوتی ہے نشانات تو رنگ ورم سے ملتے جلتے ہیں مگر باوجود انگریزی علاج کے افاقہ نہیں ہوا "الفضل" میں آپ کی دوائی "دل روز" کا اشتہار دیکھ کر خیال ہوا کہ اسے بھی استعمال کر دیکھوں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ شفا دے کیا آپ مہربانی فرما کر ایک شیشی "دل روز" مندرجہ بالا پتہ پر بذریعہ پارسل روانہ کر سکتے ہیں......
ن۔ا۔خ میجر
دل روز رجسٹرڈ تمام لاعلاج جلدی امراض
ہر قسم کے پھوڑے پھنسی لاہوری پھوڑے مغلائی پھوڑے ناسور بھگندر۔ بال توڑ داد چنبل۔ خارش گنج خنازیر۔ چھپاکی۔ گلٹی۔ رسولی۔ ماسخورہ چنڈی میتہ مہاسہ درد۔ جلن۔ سوجن۔ چوٹ۔ نئے اور پرانے زخم اور زہریلے جانوروں کے کاٹے اور ڈسے کا بے ضرر اور تیر بہدف علاج ہے۔
چیر پھاڑ اور مرہم پٹی سے نجات دلاتی ہے
قیمت فی شیشی
دو روپیہ۔۔۔ایک روپیہ۔۔۔آٹھ آنہ
۱۹۰۴ء سے استعمال میں ہے
ہر مشہور دوا فروش سے طلب کریں
حکیم طاہر الدین اینڈ سنز دل روز والا فیروزپور روڈ لاہور پنجاب

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لکھنؤ ۷ رفروری۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے۔ کہ ڈاکٹر کھارے اور سر جوگندر سنگھ بہت جلد ایگزیکٹو کونسل سے استعفیٰ دینے والے ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ نئی کونسل مئی میں عالم وجود میں آجائے گی۔ پراونشل اسمبلیوں کے انتخابات کے فوراً بعد وائسرائے ملک کی بڑی بڑی سیاسی پارٹیوں پر مشتمل ایگزیکٹو کونسل بنانے کی کوشش کرینگے۔

امرتسر ۷ رفروری۔ آج صبح شیخ محمد صادق صاحب اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے چل بسے

نئی دہلی ۷ رفروری۔ برطانوی پارلیمنٹری ڈیلیگیشن کی ممبر مسز نکل نے ہندوستان کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ ڈیلیگیشن انگلستان پہنچنے پر سب سے پہلے برطانوی گورنمنٹ کو یہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کریگا۔ کہ ہندوستان میں خوفناک قحط کا خطرہ ہے۔ میں نے اپنے دورہ کے دوران میں تمام سرکردہ پولیٹیکل لیڈروں اور ٹریڈ یونین کے نمائندوں سے ملاقات کی ہے۔ علاوہ ازیں میں نے ہسپتالوں۔ سکولوں۔ کالجوں اور کارخانوں۔ کوئلے کی کانوں وغیرہ کا معاینہ کیا ہے۔ اگرچہ ہندوستان اور انگلستان میں مزدوروں کی حالت ایک سی ہے۔ لیکن اجرتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہندوستان میں اجرتوں کا معیار نہایت ہی کم ہے۔ موجودہ حالات میں ہندوستان کو پولیٹیکل اور اقتصادی طور پر ترقی کرنے کی آزادی دنیا تمام مشکلات کا حل ہے۔

لنڈن ۷ رفروری۔ اب جبکہ ساری دنیا میں خوراک کی صورت حالات خراب ہوتی جا رہی ہے۔ لنڈن میں جہاز رانی کی موجودہ پوزیشن کو بہتر بنانے کے سوال پر سنجیدگی سے غور ہو رہا ہے۔ محکمہ جنگی ٹرانسپورٹ کے دفتر میں ۱۸ ممالک کے نمائندوں کی ایک میٹنگ ہوئی۔

کلکتہ ۷ رفروری۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ ہم نے کانگرس الیکشن مینی فیسٹو کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سندھ میں آل پارٹیز گورنمنٹ کی تجویز پیش کر دی ہے۔ اس تجویز کو منظور کرنا یا رد کرنا لیگ کا کام ہے۔ اگر لیگ نے ایسی گورنمنٹ بنانے سے انکار کر دیا۔ تو سندھ کی کانگرس کولیشن پارٹی وزارت بنانے کا کام اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کریگی

ناگپور ۷ رفروری۔ عورتوں کے ایک ہجوم نے پولیس پارٹی کو گھیر کر ایک شخص کو جسے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے حراست میں لیا تھا۔ چھڑا لیا۔ پولیس کی پارٹی ایک سب انسپکٹر پندرہ کانسٹیبلوں۔ دو ہیڈ کانسٹیبلوں اور ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پر مشتمل تھی۔

لنڈن ۷ رفروری۔ برطانوی وزیر خوراک نے ہاؤس آف کامنز میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ دنیا میں ۵۰۰۰۰۰ لاکھ ٹن گندم ضروریات سے کم ہے۔ کوشش کی جائے گی۔ کہ نئے فصل تک خسارے کے ممالک کو زیادہ سے زیادہ اناج بہم پہنچایا جائے۔ چاول کے متعلق بھی دنیا کی پوزیشن نازک ہے۔

نئی دہلی ۷ رفروری۔ حکومت ہند نے غیر سرکاری حیثیت کا ایک کمیشن مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو حکومت ہند کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کے متعلق تحقیقات کر کے سفارشات پیش کرے گا۔

نورمبرگ ۷ رفروری۔ آج نورمبرگ میں ہیس کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی۔

امرتسر ۷ رفروری۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری نعرے لگانے اور ووٹروں کی مزاحمت کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ تاکہ وہ آزادانہ حق رائے دہی کو استعمال کر سکیں۔

طہران ۷ رفروری۔ ایران کے وزیر اعظم قوام السلطنت آذربائیجان کی خود مختاری کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ آذربائیجان ایران کے آئین کے ماتحت رہے۔ مزید معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر اعظم ایران روس کو شمالی ایران میں تیل کی مراعات دینے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ ایرانی گورنمنٹ جنوبی ایران کے تیل کی مراعات کسی دوسرے ملک کو دینے میں آزاد ہو۔ روس کو تیل کی اشد ضرورت ہے۔ اور وہ ہر ممکن ذریعہ سے تیل حاصل کرنے کی کوشش کریگا۔

یروشلم ۷ رفروری۔ یہودیوں کی خفیہ انجمن کے دہشت پسند اور جنگجو گروہ نے اشتہارات تقسیم کئے ہیں۔ جن میں فلسطین کی برطانوی گورنمنٹ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا گیا ہے۔ اعلان جنگ میں لکھا ہے (۱) یہودیوں کا جنگجو گروہ فلسطین کا غیر مشروط داخلہ جاری کرائیگا۔ (۲) یہ گروہ فلسطین میں برطانیہ کی مسلح فوجوں پر مسلسل حملے کریگا۔ (۳) ظلم وستم کرنے والے برطانوی افسروں کو سزا دے گا۔ (۴) فلسطین میں سول نافرمانی کی تنظیم کرے گا۔ ایک بعد کی اطلاع ہے۔ کہ یہودیوں کے دو گروہوں نے جو خود بخود چلنے والے ہتھیاروں اور دستی بموں سے مسلح تھے۔ شمالی فلسطین میں ایک پولیس سٹیشن پر حملہ کر دیا۔ یہودیوں اور پولیس کے درمیان گولیاں چلیں۔

نئی دہلی ۶ رفروری۔ مسٹر جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے۔ کہ کپتان عبدالرشید (آزاد ہند فوج) کی سزا کو نرم کر کے سات سال کر دیا گیا ہے۔ جبکہ شاہ نواز پی کے سہگل اور جی۔ ایس ڈھلوں کو صاف بری کر دیا گیا ہے۔ اس امتیاز سے بے حد رنج و اضطراب پھیل گیا ہے۔ میں کمانڈر انچیف سے کہتا ہوں۔ کہ وہ جواب دیں اور دلائل پیش کریں۔ جن کی بنا پر انہوں نے یہ امتیاز روا رکھا ہے۔ اگر وہ اپنی خاموشی اور امتیازی سلوک کی وضاحت نہیں کرینگے تو لوگ مطمئن نہیں ہوں گے۔ اور معاملہ بہت نازک صورت تک بڑھ جائے گا۔

کراچی ۸ رفروری۔ گورنر سندھ نے آج مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر سر غلام حسین ہدایت اللہ کو سندھ کی وزارت مرتب کرنے کی پیشکش کی۔ جسے آپ نے منظور کر لیا۔ آج شام کو مسلم لیگ پارٹی کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں کیبنٹ کے ممبران تجویز کرنے کے بارے میں صلاح مشورہ کیا گیا۔ اس وقت تک چار ناموں کا اعلان ہو چکا ہے۔ سید محمد میراں شاہ جو پہلے بھی سپیکر تھے۔ سپیکر کے عہدہ کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ آج کی آخری اطلاع یہ ہے۔ کہ سر غلام حسین ہدایت اللہ کی کیبنٹ نے آج حلف وفاداری اٹھایا۔

ٹوکیو ۸ رفروری۔ جنرل میکارتھر نے حکم جاری کیا ہے۔ جب تک جنرل یاماشیٹا کی رحم کی اپیل کا جو اس نے صدر ٹرومین سے کی ہے۔ فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ پھانسی کی سزا روک دی جائے۔

دہلی ۸ رفروری۔ آج مرکزی اسمبلی میں کچھ تحریکیں منظور کی گئیں۔ جو مزدوروں کی تنخواہوں اور کانوں کے ایکٹوں میں ترمیم کرانے کے بارے میں تھیں۔ ایک تیسری تحریک جو انشورنش کے بارے میں تھی۔ کمیٹی کے سپرد کر دی گئی۔

بنگلور ۸ رفروری۔ وائسرائے ہند نے جنوبی ہند کے ان علاقوں کا دورہ کیا۔ جہاں بارش بالکل نہیں ہوئی۔ آپ نے ایک بیان میں بتایا۔ کہ اس تنگی اور عسرت کے زمانہ میں پبلک نے جو بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ اناج مہیا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور اس امر کے لئے ہمیں لنڈن اور واشنگٹن سے زیادہ مدد پہنچ سکتی ہے۔

لاہور ۸ رفروری۔ ملک خضر حیات خاں شمال مشرقی پنجاب کے دو حلقوں سے صوبائی اسمبلی کے لئے کامیاب ہو گئے ہیں۔ یونیورسٹی کے حلقہ سے کانگرسی امیدوار مسٹر گوپی چند بھارگو کامیاب ہو گئے ہیں۔ آپ کے مدمقابل سر منوہر لعل فنانس منسٹر تھے۔

دہلی ۸ رفروری۔ ہندوستان کا دورہ کرنے کے بعد برطانوی پارلیمانی وفد نے ایک کانفرنس میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ وفد کے لیڈر مسٹر رچرڈز نے کہا۔ سارے ملک کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں ان الجھنوں سے واقفیت ہو گئی ہے۔ جن میں اس وقت ہندوستان پھنسا ہوا ہے۔ آپ نے سیاسی لیڈروں کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ کہ الیکشن کی مصروفیات کے باوجود لیڈروں نے نہایت خندہ پیشانی سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ مختلف فرقوں اور جماعتوں کے خیالات معلوم کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ سیاسی لیڈر ایک دوسرے سے مختلف الرائے ہونے کے باوجود اس خیال میں متحد ہیں۔ کہ ہندوستان کو جلد آزادی دی جائے۔ مسز نکل نے کہا۔ ملک میں تعلیم کی بہت کمی ہے۔ اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ میجر وائٹ نے کہا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ہندوستانیوں میں غیر معمولی بیداری پیدا ہو چکی ہے انہیں ۱۹۴۶ء اس سال ضرور آزادی مل جانی چاہیئے۔ یا کم از کم شاہراہ آزادی پر ضرور ڈال دینا چاہیئے۔